10000-خاوند اس کی اولاد کا خیال نہیں کرتا اور انہیں بدعتیوں کے پاس لے جاتا ہے

سوال

خاوند میرے بیٹے کو ایک اسلامی سکول بھیجتا ہے لیکن میرے اعتقاد میں یہ سکول دینی اعتبار سے بہت متساہل ہے ،بچہ سات برس کا ہے اور ابھی تک اس نے قرآن پڑھنا بھی نہیں سیکھا بلکہ ایک سورۃ بھی نہیں آتی ، عربی نہ آنے کی وجہ سے میں اسے انگلش ترجمہ سے پڑھاتی رہی ہوں لیکن یہ ناکافی ہے ۔

اس سلسلے میں خاوند سے بات کی لیکن وہ میری مخالفت کرتا ہے ، یا وہ اس بنا پر میرے بچوں کو ایک معروف بدعتی اور خرافی سکول بھیجنے کا ذریعہ بنانے لگا ہے ، اس کی دوسری بیوی کے بچے اسی سکول میں تعلیم حاصل کرتے اور عربی میں فر فر قرآن پڑھتے ہیں ۔

ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے ؟ میں تو چاہتی ہوں کہ میرا بچہ بھی قرآنی تعلیم حاصل کرے لیکن جہاں پڑھتا ہے وہ سکول بہت ہی متساہل اور خرافی ہے ، اور دوسرا سکول جہاں پڑھائی کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے وہ ہمارے ہاں اسلامی کمیونٹی سے دور ہے ، اور اس کی جگہ مسجد کچھ نہ کچھ کام چلا رہی ہے اور وہ بھی عربی زبان میں بہت ہی کم ۔
میرا خاوند اپنی دوسری بیوی کو لے کر اس مسجد میں جاتا ہے ، اور میں اپنے محلے کی مسجد میں جاتی ہوں جہاں پر کسی مذہب کی بجائے سنت نبویہ کے مطابق عمل کیا جاتا ہے ، جس کی بنا پر میرے لیے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں کیونکہ میرا خاوند مذاہب کے ان احتیاطات اور خدشات کا خیال نہیں کرتا جس سے علماء کرام نے بچنے کا کہا ہے ، اور جب میں کسی معین مذہب کی اتباع نہ کرنے کا کہتی ہوں تو وہ میری مخالفت اور انکار کرتا ہے ؟

اس سلسلے میں آپ کچھ نہ کچھ راہنمائی کریں جس پر ان شاء اللہ میں آپ کی قدردان رہوں گی ۔

پسندیدہ جواب

اول :

ہم سائلہ بہن کے مشکور ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو دینی و قرآنی تعلیم دینے پر حریص ہے ، اس لیے کہ یہ حسن تربیت کا ایک مظہر ہے ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ اسے توفیق عطا فرمائے اور اس پر اس کی مدد و تعاون فرمائے ۔

دوم :

اسے ہماری نصیحت ہے کہ وہ بچوں کو عربی زبان سکھانے میں شدید حرص رکھے اور اس کا اہتمام کرے اس لیے کہ اس دین عظیم کے علم و معرفت کا سب سے بہتر وسیلہ یہی ہے ، جس بنا پر وہ اپنی اولاد کو علوم نافع کی تعلیم سے بھی بہرہ ور کر سکتی ہے ، اور اس لیے بھی کہ ماں اپنی اولاد پر دوسروں کی بنسبت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے ۔

سوم :

خاوند کو بھی ہماری نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرتا ہوا اپنی اولاد میں تعلیم و تربیت کے اہتمام میں عدل و انصاف کرے جو اس کی اولاد کو دین و دنیا میں نفع دے، ان میں سب سے بہتر اور اچھی چیز اللہ تعالی کی کتاب اور سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بچوں کو اس کی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے کوئی چیز عطیہ دی تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالی عنہا کہنے لگی میں تو اس پر راضی نہیں حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کے متعلق پوچھ نہ لو لھذا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی :

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عمرہ بنت رواحہ میں سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا تو وہ کہنے لگی کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور انہیں گواہ بناؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اپنے سب بچوں کو اسی طرح عطیہ دیا ہے ؟ وہ کہنے لگے نہیں۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرتے ہوئے اپنی ساری اولاد میں عدل و انصاف کرو، راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے واپس آ کر اپنے عطیہ واپس لے لیا۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (2447) صحیح مسلم حدیث نمبر (1623)

حدیث میں شاھد یہ ہے کہ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمان رضی اللہ تعالی عنہ کا صرف اپنے ایک بیٹے کو کچھ عطیہ کرنا صحیح قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ سب اولاد میں عدل کرتے ہوئے سب کو دو یا اس سے بھی واپس لے لو، لھذا اس میں یہ بھی شامل ہوگا کہ کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو تعلیم دلائے اور کسی کو نہ دلائے یا اسی طرح کسی اور معاملہ میں کسی ایک سے امتیازی سلوک کرے یہ صحیح نہیں۔

جس طرح مرد یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی اولاد اس کی اطاعت اور اسے سے بہتر سلوک کرنے میں برابر رہیں اس لیے اسے بھی ان کے ساتھ ہر معاملہ میں برابری کرنا ہوگی، اولاد کا آپس میں ایک دوسرے سے حسد و بغض اور کینہ پیدا ہونے کے اسباب میں یہ بھی شامل ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ والد زیادہ محبت کرے اور یا پھر کسی ایک کو دوسروں پر فضیلت دے
۔

یوسف علیہ السلام کے قصہ میں اس سے بھی بڑھ کر شاھد پایا جاتا ہے جو اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہے :

{جب انہوں نے کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی ہماری نسبت ہمارے باپ کو ہم سے بھی زیادہ پیارا ہے حالانکہ ہم (طاقتور) جماعت ہیں یقینا ہمارا باپ صریح غلطی میں ہے، یوسف کو تو مار ہی ڈالو یا اسے کسی نامعلوم جگہ پر پھینک دو تا کہ تمہارے والد کا رخ اور محبت تمہاری طرف ہو جائے، اس کے بعد تم نیک اور صالح بن جانا} یوسف (8-9)۔

چہارم :

خاوند پر ضروری ہے کہ وہ اولاد کو شرعی تعلیم سے روشناس کرائے اور خاص کر انہیں عربی زبان اور قرآن مجید بچپن میں ہی سکھائے تا کہ وہ بڑے ہو کر بھی اسی طرف راغب رہیں کیونکہ بچپن میں حاصل کی گئی تعلیم زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے اور ذھن میں بھی زیادہ جاگزیں رہتی ہے۔

اور پھر یہ مقولہ بھی ہے کہ : بچپن میں تعلیم حاصل کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ پتھر میں نقش و نگار کیا جاتا ہے۔

اور پھر اگر مسلمان ایسے ملک میں رہائش پذیر ہو جہاں پر فتنہ و فساد بھی زیادہ ہو اور خاص کر بچوں کی کھیل کود اور انہیں غلط راہ پر چلانے کا سامان بھی زیادہ مہیا کیا گیا وہاں تو دینی تعلیم اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔

پنجم :

مسلمان پر واجب اور ضروی ہے کہ وہ کتاب وسنت کی اتباع وپیروی کرے کیونکہ شریعت الہی کے یہی دو مصدر ہیں جس کے بارہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے بھی کچھ اس طرح فرمایا ہے :

.{اے ایمان والو! اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری واطاعت کرو اور جو تم میں سے اختیار والے ہیں ان کی بھی، لیکن اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرنے لگو تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہت ہی بہتر ہے اور اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے}.النساء (59)

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(میں تم میں ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں جسے تم پکڑے رکھو تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے وہ کتاب اللہ ہے) صحیح مسلم حدیث نمبر (1218)۔

لھذا ھدایت وراہنمائی کی اساس تو کتاب وسنت میں ہے نہ کہ کسی بشر کے قول میں چاہے وہ کوئی بھی ہو، لیکن یہ ہے کہ ہم آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالی کی شان میں کمی اور گستاخی نہیں کرینگے، بلکہ ہم ان کے اقوال وکلام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت نبویہ کو صحیح سمجھنے اور احکام شریعہ کو بھی سمجھنے میں تعاون حاصل کریں گے۔

ان مذاھب کا کوئی مسلمان بھی انکار نہیں کرتا اور نہ ہی کسی امام کی شان میں کمی اور گستاخی کرتا ہے، بلکہ مسلمان کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس مذاھب سے استفادہ کرے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرے، لیکن انکار اس چیز کا ہے کہ ان مذاھب میں تعصب کا شکار نہ ہوا جائے اور کسی کی جامد اور اندھی تقلید نہ کی جائے اور انکار اس بات کا ہے کہ کسی ایک مذھب پر عمل کرنے پر اصرار کرنا چاہے وہ صحیح حدیث کے مخالف ہی ہو۔

صحیح تو یہ ہے کہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں جو بھی آئے اسے ترک کیا جائے اور صحیح حدیث پر عمل ہونا ضروری ہے۔

اور پھر آئمہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کوئی عمدا اور جان بوجھ کر نہیں کی بلکہ معاملہ یہ ہے کہ سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام مختلف ممالک میں پھیل چکے تھے اور ان آئمہ کرام کے پاس جو احادیث پہنچیں ان پر عمل کیا اور جن مسائل میں انہیں احادیث نہ مل سکیں وہاں انہوں نے اپنی رائے اور اجتھاد سے فتوی دیا۔

یہ بھی ہے کہ ان کے پاس احادیث نہ پہنچی تو انہوں نے کچھ مسائل میں اجتھاد کیا اور یہی وہ مسائل ہیں جو سنت کے مخالف ہیں اب صحیح حدیث پر عمل ہوگا نہ کہ ان کے اقوال واجتھاد ہے۔

اور مسلمان شخص پر اس معاملہ میں واجب اور ضروری ہے کہ وہ کتاب وسنت کی پیروی کرے اور آئمہ کرام کو معذور سمجھے، اور یہ اعتقاد رکھے کہ آئمہ کرام اپنے اجتھاد کی وجہ سے انشاء اللہ ماجور ہیں اور اس میں ان میں سے کسی کو ڈبل اور کسی کو ایک ہی اجر ملے گا جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے۔

اور آئمہ کرام نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم قرآن وسنت پر عمل کریں اور اس کے مخالف اقوال کو ترک کردیں چاہے اس کا قائل کوئی بھی کیوں نہ ہو

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

جب حدیث صحیح ہو تو میرا مذھب بھی وہی ہے۔

اور یہ بھی کہا کہ : کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ وہ ہمارے کسی قول کو لے جب تک کہ اسے یہ علم نہ ہوجائے کہ ہم یہ کہاں سے اخذ کیا ہے۔

اورایک قول یہ بھی ہے :

میں جب کتاب وسنت کے خلاف کوئی قول کہہ دوں تو میرے قول کو ترک کردو ۔

اورامام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

میں ایک انسان اوربشر ہوں غلطی بھی کرتا ہوں اور مجھ سے صحیح بات بھی ہوسکتی ہے لھذا میری رائے کو دیکھواگر تو وہ کتاب وسنت کے موافق ہواسے لے لواور جو بھی کتاب وسنت کے مخالف ہواسے ترک کردو ۔

اورامام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

جب تم میری کتاب میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بھی چیز پاؤ توسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہی کہواور میری بات کوچھوڑدو ۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

نہ تومیری تقلید کرواور نہ ہی مالک اورشافعی کی اور نہ ہی اوزاعی اور ثوری رحمہم اللہ تعالی کی بلکہ آپ بھی وہیں سے اخذ کریں اورلیں جہاں سے انہوں نے اخذ کیا اورمسائل حاصل کیے ۔

شاھد یہ ہے کہ آئمہ کرام نے اس بات کورفض کیا ہے کہ کوئی ایک بھی ان کے کسی قول پر بغیر کسی دلیل کے تعصب کا مظاہرہ کرے ، اورخاص کرجب وہ قول کتاب وسنت کے بھی خلاف ہواس لیے کہ آئمہ کرام بھی سب کے سب بشر ہیں اوران سے بھی غلطی ہوسکتی ہے وہ کوئی معصوم نہیں ۔

لیکن یہ ہے کہ ہمیں ان سب کی قدر کرنی چاہیے اورعلم میں ان کے فضل ومرتبے کا خیال کرتے ہوئے ان کے علم سے استفادہ کریں لیکن ان میں سے کسی ایک کے قول پر بھی ہمیں متعصب نہیں ہونا چاہیے ۔

ششم :

دوسرا سکول جس کے بارہ میں سائلہ کا کہنا ہے کہ اس میں بدعات وغیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے لیکن قرآن مجید کا اہتمام اچھے طریقے سے کیا جاتا ہے ، لھذا ہم سائلہ سے کہیں گے کہ وہ اپنی اولاد کی مصلحت اورمصالح اورمفاسد میں توازن دیکھے ، اس لیے اگر توبچوں کو کوئی اچھا سا مدرس مل جائے توان پر توجہ دے جس کی بنا پراس سکول میں جانے کی ضرورت محسوس نہ ہو توپھر بچوں کی مصلحت اسی میں ہے کہ بچوں کو سکول نہ بھیجا جائے تا کہ وہ سکول جا کر بدعات وخرافات ہی نہ سیکھتے رہیں ۔

اوراسی طرح جب یہ بدعات وخرافات بڑے بڑے امور میں ہوں جوبچوں کو اہل سنت والجماعت کے منہج اورطریقے سے ہٹا کر دوسرے طریقے پر لے چلنے کا باعث ہوں توانہیں سکول نہیں بھیجنا چاہیے ۔

لیکن اگر یہ بدعات وخرافات اتنی بڑی نہیں اور نہ ہی اس حد تک جاتی ہوں کہ بچے اہل سنت والجماعت اورکتاب وسنت سے نہ ہٹیں اوربچوں کوان بدعات وخرافات کے بارہ میں بتانا ممکن ہواورانہیں یہ سمجھایا جائے کہ ان بدعات سے بچنا ضروری ہے ، اوراس سکول کے بدلہ میں کوئی اورسکول بھی نہ ہو توپھر ان شاء اللہ بچوں کو اسی سکول میں بھیجنے میں کوئی حرج والی بات نہیں لیکن ہمیشہ ہی پوری طرح ہوشیار رہنا چاہیے کہ بچے ان بدعات کا اثر نہ لے لیں ، اوراگر یہ دیکھا جائے کہ بچے ان بدعات سے متاثر ہونے لگے ہیں تواس حالت میں فوری طور پر بچوں کواس سکول جانے سے منع کردیا جائے ۔

ہفتم :

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جو استاد لوگوں کو کتاب وسنت کی تعلیم دے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کا خیال رکھے وہ دوسروں سے زیادہ اولی اور بہتر ہے ، بلکہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص سے خود بھی مستفید ہو اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس سے مستفید کرے ۔

لھذا خاوند کو نصیحت ہے کہ وہ اپنی بیوی کی بات کو تسلیم کرتا ہوا کتاب وسنت کی اتباع وپیروی کرے اس لیے کہ بیوی بھی کتاب وسنت پر عمل کرنے پر حریص ہے ، اور خاوند کو یہ بھی چاہیے کہ وہ بیوی بچوں کو عربی زبان اور قرآن مجید کی تعلیم لازمی دلائے ، اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں اپنی اولاد کے مابین عدل وانصاف کرے ۔

اور اسے چاہیے کہ وہ کتاب وسنت کی اتباع وپیروی کرے اور ان مذاہب اقوال میں سے کسی ایک میں بھی تعصب سے کام نہ لے جو کتاب وسنت کے مخالف ہوں ، اور اسے اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اور بہتری کا برتاؤ کرنا چاہیے ، اور اسے نصیحت کرنے کا تجربہ کرے ہوسکتا ہے اللہ تعالی اس کا شرح صدر کردے اور اسے خیر و بھلائی کے کام کرنے کی توفیق دے ۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ سائلہ کو توفیق عطا فرمائے اور اس پر اپنا فضل رحم کرے اور اس کی مدد فرمائے اور اسے حق پر ثابت قدر رکھے ۔

واللہ اعلم.